روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 30 جنوری 2012ء 6 ربیع الاول 1433 ہجری 30 صلح 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 25

گناہ میں برابر

حضرت علیؓ نے فرمایا :۔

بری بات کہنے والا اور اس کو پھیلانے والا گناہ میں برابر ہیں۔

(الادب المفرد باب من سمع بفاحشة حديث نمبر 324)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

گناہوں سے بچنا یہ تو ادنیٰ سی بات ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ گناہوں سے بچ کر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اس کا دل برکت سے بھر جائے گا اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہوا ہو تو اس کو صرف دھوڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہئے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور میل نکال کر اسے سفید کرے اور پھر اس کو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسی طرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گھناؤنا اور متعفن ہو جاتا ہے۔ پس پہلے تو چاہئے کہ گناہ کے چرک کو توبہ واستغفار سے دھوڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کی بجائے ذکر الٰہی کرتا رہے اور اس سے اس کو بھر ڈالے۔ اس طرح پر سلوک کا کمال ہو جاتا ہے اور بغیر اس کے وہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھوڈالا ہے لیکن جب تک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق ردیہ رذیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگاوے اور اندر سے خوشبو آوے اس وقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے لیکن جب اپنی حالت اس قسم کی بناتا ہے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وبا کے دن ہیں اس لئے لاپروا نہیں ہونا چاہئے ۔ سچی تبدیلی کرنی چاہئے بہت سے آدمی اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مر گیا۔ مگر یہ اعتراض فضول ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہؓ بھی جنگوں میں شریک ہو کر شہید ہو جاتے تھے۔ حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لئے بطور عذاب تھی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بیعت کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے پس ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے (۔) بنو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری کوئی قدر و قیمت ہو۔ جو چیز کارآمد ہوتی ہے اسی کی قدر کی جاتی ہے۔ دیکھو اگر تمہارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمہارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم بھی اس کو ذبح کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے، لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ نری چارہ دانہ کی چٹی ہو تو تم فوراً اس کو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار، نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہنچانے والا نہ ہو اس وقت تک خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہنچاؤ۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 610)

ہمارے غالب آنے کے ہتھیار

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”ہمارے غالب آنے کے ہتھیار، استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدّ نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اُس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوقِ الٰہی کے متعلق ہو، خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو۔ بچو“۔

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 221، 222)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

مرا بھی نام آ جائے

نہیں دل کی لگن بھی تیرے در تک مجھ کو پہنچاتی
کہ میں دنیا کے دھندوں سے نکلنے ہی نہیں پاتی
مری سستی بھی ہے کچھ راستے کی روک بن جاتی
کسک ہے دل میں صدیوں کی نہیں یہ درد لمحاتی

مجھے بھی کاش تیری ذات کا ادراک ہو جاتا
ترے پیاروں کی صورت میرا دل بھی پاک ہو جاتا

رضا تیری جو چاہوں تو مرے اعمال ہنستے ہیں
ہر اک حرف دعا پہ میرے وہ آوازہ کستے ہیں

جمع پونجی ہے جو بھی میری اس کے نرخ سستے ہیں
بہت ہی دور منزل ہے بہت پیچیدہ رستے ہیں

مرا احساس محرومی بھی میرے کام آ جائے
ترے بندوں کے زمرے میں مرا بھی نام آ جائے

حیات رائیگاں کی خوں رلاتی ہیں مجھے یادیں
''ہوا میں اُڑ گئے نالے گئیں بیکار فریادیں''
کبھی تو چہرہ دکھلا دیں کبھی تو دید کروا دیں
کبھی تو کان میں رس گھول کر تسکین فرما دیں

مری سب خامیوں کے ساتھ مجھ میں اک وفا بھی ہے
بہت پختہ یقیں ہے یہ کہ میرا اک خدا بھی ہے

اگر عاصی بھی کوئی طالب دیدار ہو جائے
تو مولا! اس پہ بھی کچھ بارش انوار ہو جائے

اگر جلووں کا تیرے برملا اظہار ہو جائے
یقیں ہے سب سے بڑھ کر پھر تجھی سے پیار ہو جائے

بنا دیکھے کسی دلبر پہ بھی دل آ نہیں سکتا
سماعت گر ہو تشنہ کوئی تسکیں پا نہیں سکتا

یہاں تو ہر قدم پہ ہیں بچھائے جال دنیا نے
گرِو رکھے ہیں اپنے پاس سب اعمال دنیا نے
دکھائے خواب خوشحالی کے اس بدحال دنیا نے
نظر پر پڑ گئے پردے چلی وہ چال دنیا نے

بہت ہے خاک چھانی پر نہ کی کچھ سیر روحانی
ہے اب افسوس ہم نے وقت کی کچھ قدر نہ جانی

سناتے ہیں ہمیں خوش بخت وصل یار کی باتیں
کبھی گفتار کے قصے کبھی دیدار کی باتیں
کبھی مَے کی، کبھی میخانہ دلدار کی باتیں
کبھی انکار کی، اصرار کی، اقرار کی باتیں

محبت کی، ادا و ناز کی، تکرار کی باتیں
شب مہتاب کی باتیں گل و گلزار کی باتیں

''وہ خوش قسمت ہیں جو گر پڑ کے اس مجلس میں جا پہنچے''
کبھی پاؤں پہ سر رکھا، کبھی دامن سے جا لپٹے
انہیں معلوم کیا ہم بے بسوں کا حال ہے کیسا
میسر نہ ہوا جن کو کوئی بھی وصل کا لمحہ

''شبِ تاریک، بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبک ساران ساحل ہا''

امۃ القدوس

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

جاں نثاران لاہور کے اخلاق وکردار، اخلاص ووفا، صبر واستقامت اور شجاعت کا مجموعی ذکر

المناک سانحہ لاہور 2010ء کے زندہ وتابندہ کردار

یہ سب لوگ نیک دل، ہمدرد، با اخلاق، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے اور دین کو مقدم رکھنے والے تھے

«قسط سوم آخر»

راضی برضا اہل خانہ

ان شہداء کی ایک یہ صفت بھی خوب ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اپنے پیچھے ایسے قریبی چھوڑے جو اللہ کی رضا پر راضی صبر کرنے والے حوصلہ مند اور حالات کا بہادری سے مقابلہ کرنے والے تھے۔

یہ جانے والے ہر عمر کے تھے اور اسی طرح ان کے یہ قریبی بھی زندگی کے ہر دور کے تھے۔ کمسن اور نوعمر بھی اور بچوں والے بچے جوان العمر بھی اور لمبی رفاقتوں سے محروم ہونے والی بیوائیں بیٹوں کیلئے آنکھوں میں خواب سجائے بھی اور اپنے فرائض سے سبکدوش مائیں بیٹوں کو آگے بڑھنے کیلئے سہارے دئے ہوئے بھی اور خود ان کے سہارے رہنے والے باپ بھائیوں کی ہردم ساتھی بھی اور اپنے گھروں میں آباد بہنیں ہم جھولی بھی اور باپوں جیسے بھائی اور اسی طرح ان کی بیویوں کے ایسے سب قرابت دار۔

ہر فرد رشتوں کی ڈور میں بندھا ہوا ہے۔ ایسے تعلق کا ٹوٹنا سب کو متاثر کرتا ہے اور اگر یہ تعلق اچانک ٹوٹ جائے جیسے یہاں ہوا تو پھر ایسے دکھ میں آنے والی کل کے لئے ارادوں تمناؤں اور خواہشات کا خون بھی شامل ہو کر اسے دوچند کر دیتا ہے۔ یہ سب محبت کرنے والے تعلق رکھنے والے اور ایک دوسرے کے ساتھ چلنے والے بھی اس سانحہ سے اسی شدت سے متاثر ہوئے۔ ان کی آنکھیں گریہ ہوئیں اور دل زخمی۔ لیکن ایک فرق کے ساتھ۔ یہ سب ایمان کی برکت سے صبر کی نعمت سے بھی حصہ دئے گئے تھے۔ اس صبر نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ان کے نالے خاموش سسکیوں سے نہ بڑھے ان کی آنکھیں ضرور بھری رہیں لیکن کوئی بے صبری کا کلمہ شکوہ اور واویلا زبان پر نہ آیا۔ اپنے وجود کے حصوں کی جدائی کے اس بڑے غم کو انہوں نے انتہائی بہادری سے اپنے وجود میں سمیٹے رکھا اور صرف اپنے رب کے حضور ہی اس کا اظہار کیا کہ وہ سب قدرتوں والا ہے وہی دلوں کو سکینت بخشتا ہے اور وہی ٹوٹے کام بناتا ہے وہی ظالموں اور ناانصافوں کو پکڑنے والا ہے۔

ربوہ میں ان شہداء کی تدفین کے وقت ان کے والد بھائی اور دوسرے عزیزوں کا صبر سب نے دیکھا اس طرح وہ سب جنہیں ان شہداء کے گھروں میں جانے کا موقع ملا اس مشاہدہ پر متفق ہیں کہ ان گھروں اور ان کے مکینوں پر گویا چھاجوں سکینت برسی ہوئی تھی اور کسی طور لگتا نہ تھا ان بہادر مردوں عورتوں اور بچوں پر کیا قیامت گزر چکی ہے صبر و رضا سے آراستہ چہرے گفتگو اور انداز کے ساتھ یہ مومن یقیناً وہ صابرین تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دینے کی ہدایت فرمائی ہے:۔

ترجمہ: یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

اسی درجہ کا صبر دکھانا ان کے خدا سے تعلق کا بھی گواہ تھا کیونکہ اس تعلق کے بغیر یہ صبر ممکن نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:

ابتلا کے آنے کے وقت سوائے اس کے کون صبر کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے ہوئے ہو......جس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں اس میں مصیبت کی برداشت نہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 414)

صبر و رضا کے چند اظہار

اس صبر کے واقعات اتنے ہیں جتنے کہ پسماندگان اور جتنے ہر جدائی پر گزرے شب و روز۔ بطور مثال چند درج ذیل ہیں۔

صابر مائیں

ایک ماں نے کہا کہ اپنی گود سے جواں سالہ بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا ہے جس کی امانت تھی اس کے سپرد کر دی۔

ایک ماں کا اٹھارہ سالہ اکلوتا بیٹا تھا باقی لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا شہید ہو گیا اور انتہائی صبر و رضا کا ماں باپ نے اظہار اور کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

ایک ماں نے کہا مجھے شوق تھا میرے بچے میرا نام روشن کریں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو شہادت دی ہے۔

ایک اور ماں نے کہا میرا بیٹا سب بیٹوں سے اچھا اور خوبیوں کا مالک تھا اور واقعتا اس لائق تھا کہ وہ اللہ کے حضور قربانی کے لئے پیش کیا جائے۔

ان ماؤں کے اس عظیم کردار پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں قربانیوں کی عظیم مثال ہیں...... اے احمدی ماؤں! اس جذبہ کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا جب تک یہ جذبات رہیں گے جب تک یہ پرعزم رہیں گی کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

صابر بیویاں

باپ کے شہید ہونے کے بعد اس کے بیٹے کو ماں نے اگلے جمعہ بیت الذکر جمعہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا کہ وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا ہے جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تا کہ تمہارے ذہن میں یہ رہے کہ تمہارا باپ ایک عظیم مقصد کے لئے شہید ہوا تھا تا کہ تمہیں یہ احساس رہے کہ موت بھی ہمیں کبھی اپنے عظیم مقصد کے حصول سے کبھی خوف زدہ نہیں کر سکتی۔

ایک شہید جو ایک فیکٹری میں گارڈ کے طور پر ملازم تھے ان کی اہلیہ سے مرکز کا وفد تعزیت کے لئے گیا تو ان کی اہلیہ نے اظہارِ تعزیت کے جواب میں جو بات کی وہ اس فکر کا اظہار تھا کہ شہید مرحوم کی 6،7 ایکڑ زمین کی جلد تشخیص کرادی جائے تا کہ وہ اس کی ادائیگی کر سکیں۔

صابر بیٹی

ایک شہید کے گھر وفد تعزیت کے لئے گیا جن کی بیوہ کے علاوہ صرف تین بیٹیاں ہیں اور کوئی بیٹا نہیں۔ بیوہ کو تسلی دیتے ہوئے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی آواز بھرّا گئی تو اس وقت شہید کی سب سے چھوٹی بچی جس کی عمر 14 اور 15 کے درمیان ہوگی وہ ان کو تسلی دینے اور یہ یقین دلانے کی کوشش کرنے لگی کہ آپ ہماری فکر نہ کریں ہم خدا کی رضا پر راضی ہی نہیں بلکہ خوش ہیں کہ خدا نے ہمارے ابا کو یہ موقع عطا فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خاطر جان دی اور اس طرح ہمیں بھی معزز بنا دیا۔

صابر باپ

ایک دوست نے حضور کو لکھا

میں نے جنازے کے انتظار میں ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کے کون فوت ہوگئے ہیں فرمایا: میرا بیٹا شہید ہوگیا ہے پھر فرمایا: اَلْحَمْدُلِلّٰہ خدا کو یہی منظور تھا۔

ایک نمازی نے جنازے پر کسی کو مخاطب ہو کر کہا کہ ایک انعام اور ملا کہ شہید باپ کا بیٹا ہوں اور پھر مجھے کہا کہ عزم اور حوصلہ بلند ہیں۔

اپنے والدین کے اکلوتے اور نوعمر شہید ولید کے دادا اور نانا بھی شہید ہوئے تھے ان کے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ میرے والد بھی شہید اور میرا بیٹا بھی شہید ہو گیا۔ میرا بیٹا آگے نکل گیا اور میں پیچھے رہ گیا۔

ایک بزرگ نے راقم کے سامنے اپنے جوان داماد کی شہادت پر یہ عجیب بات کی کہ اللہ نے ہمارے حق میں حضور کی دعائیں سن لیں کہ ہم اپنے اچھے انجام کے لئے دعاؤں کی درخواست کیا کرتے تھے اور اس سے اچھا انجام اور کیا ہوگا؟

صابر بیٹے

ایک دوست نے کہا کہ میں ربوہ سے گیا تھا ایک نوجوان خادم کے ساتھ مل کر لاشیں اُٹھا رہا تھا تو سب سے آخر میں اس نے میرے ساتھ مل کر ایک لاش اُٹھائی اور ایمبولینس تک پہنچا دی اور کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں اور پھر یہ نہیں کہ اس ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا بلکہ واپس بیت الذکر میں چلا گیا اور اپنی ڈیوٹی جو اس کے سپرد تھی اس کام میں مصروف ہوگیا۔

اپنے والد کی تعزیت کے جواب میں ایک دوست نے کہا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہید کا بیٹا ہوں مجھے مبارک باد دیں۔

صابر بھائی

دارالذکر میں ایک دوست کو ماڈل ٹاؤن میں اپنے بھائی کی شہادت کی خبر ملی اور کہا گیا کہ فلاں ہسپتال پہنچ جائیں انہوں نے کہا جانے والا اللہ کے حضور حاضر ہو چکا اب شاید میرے خون کی احمدی بھائیوں کو ضرورت پڑ جائے اس لئے میں تو اب یہیں ٹھہروں گا۔

مجموعی ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ سے اگلے خطبہ جمعہ میں ان صابرین کے اس صبر کا اظہار فرمایا جو ان لوگوں

نے اپنے خطوط میں کیا حضور نے فرمایا:۔

ان کے قریبی عزیز اس مقام کو پا گئے اس شہادت کو پا گئے ان کے خطوط تھے جو مجھے تسلیاں دے رہے تھے اپنے اس عزیز اپنے بیٹے اپنے باپ اپنے بھائی اپنے خاوند کی شہادت پر اپنے رب کے حضور صبر اور استقامت کی ایک عظیم داستاں رقم کر رہے تھے۔

پھر فون پر ان کی حضور سے جو باتیں ہوئیں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں نے ہر گھر میں فون کیا تو بچوں بیویوں بھائیوں ماؤں اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ خطوط میں تو جذبات چھپ بھی سکتے ہیں لیکن فون پر ان کی پر عزم آوازوں میں یہ پیغام صاف سنائی دے رہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے مومنین کے ایسے ردِعمل کا اظہار بغیر کسی تکلف کے کر رہے ہیں کہ انا للّٰہ..... ہم پورے ہوش وحواس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ کی رضا پر خوش ہیں۔

حیرت انگیز اجتماعی ردعمل

یہ سانحہ اتنا بڑا تھا اور پہنچایا جانے والا نقصان اتنا زیادہ کہ ظاہر بین مخالف گمان کرتے تھے کہ شاید اس وقت جماعت احمدیہ اپنے بارہ دہائیوں سے قائم صبر وضبط تحمل امن پسندی عفوو درگزر اور ہر ظلم وزیادتی پر صرف اپنے رب کے حضور جھکنے کی اعلیٰ غیر معمولی اور حیران کن روایت اور کردار کے برخلاف کوئی ردعمل ظاہر کرے اور پھر وہ اس کو بہانہ بنا کر مزید من مانی کر سکیں مگر افسوس کہ وہ ابھی تک جماعت کے مزاج شناس نہیں۔ یہ احمدی زمین پر ان کی طرح چلتے پھرتے اور انہی برادریوں اور علاقوں سے متعلق ضرور ہیں لیکن اس فرق کے ساتھ کہ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر ان کے پہاڑ جیسے دل سمندروں کی طرح صبر و ضبط سے بھرے ہوئے ہیں اور اس صبر نے ان میں برداشت کی وہ طاقت پیدا کی ہے کہ وہ بڑے سے بڑے نقصان پر انشراح صدر سے یہی کہتے ہیں کہ

ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (البقرہ: 157)

جماعت نے بحیثیت مجموعی اس بڑے سانحہ پر یہی ردِعمل دکھایا اور سرخرو رہی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہے کہ

ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے انا للّٰہ...... کہا اور اپنے معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلہ کے انتظار میں ہیں۔

ہاں اس کے ساتھ اس اجتماعی ردِعمل کے تین رخ اور بھی تھے

رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ

قرآنی ارشاد...... (فتح: 30) کے مطابق مومن ہونے کے ناطہ ہر احمدی کا دل دوسرے احمدی کے لئے محبت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ سب دل ساتھ ساتھ دھڑکتے ہیں اور ایک کا غم اور درد سب کو غمگین کرتا ہے اور ایک کی خوشی کامیابی اور ترقی سب کو خوش کرتی ہے۔ یہی محبت ہے کہ بلا کسی گزشتہ جان پہچان کے صرف احمدی ہونے کا تعارف دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے۔ اتنے بڑے سانحہ پر دنیا بھر میں یہ محبت بھرے دل کس کس طرح تڑپے ہوں گے؟ آنکھیں بھیگی ہوں گی اور دل روئے ہوں گے اس کا کسی قدر اظہار ان خطوط میں ہوا ہے جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام لکھے اور جن کا ذکر حضور نے اس سانحہ سے اگلے جمعہ یوں فرمایا:۔

گزشتہ ہفتے میں ہزاروں خطوط معمول کے ہزاروں خطوط سے بڑھ کر مجھے ملے اور تمام کا مضمون ایک محور پر مرکوز تھا۔ جن میں لاہور کے شہداء کی عظیم شہادت پر جذبات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اپنے احساسات کا اظہار لوگوں نے کیا تھا۔ غم تھا دکھ تھا غصہ تھا لیکن فوراً ہی اگلے فقرہ میں وہ غصہ صبر اور دعا میں ڈھل جاتا تھا سب لوگ جو تھے وہ اپنے مسائل بھول گئے۔ یہ خطوط پاکستان سے بھی آ رہے ہیں عرب ممالک سے بھی آ رہے ہیں ہندوستان سے بھی آ رہے ہیں آسٹریلیا اور جزائر سے بھی آ رہے ہیں یورپ سے بھی آ رہے ہیں اور امریکہ سے بھی آ رہے ہیں افریقہ سے بھی آ رہے ہیں جن میں پاکستانی نژاد احمدیوں کے جذبات ہی نہیں جھلک رہے کہ ان کے ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ باہر جو پاکستانی احمدی ہیں ان کے وہاں عزیزوں یا ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ بلکہ ہر ملک کا باشندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بیعت میں آنے کی توفیق دی۔ یوں تڑپ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا یا کر رہا ہے۔ جس طرح اس کا کوئی انتہائی قریبی خونی رشتہ میں پرویا ہوا عزیز اس ظلم کا نشانہ بنا ہے۔

اس موقع پر ربوہ سے مرکزی وفد کی لاہور آمد اور طویل قیام کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر بیرونی ممالک سے بھی وفود آئے اور از خود بہت سے احمدی مختلف جگہوں سے وہاں پہنچے اور شہداء کے لواحقین کا غم بٹانے کے لئے ان کے گھروں میں گئے۔ بہت سے احباب نے ان جانے والوں کے بارے میں اخبار الفضل میں مضامین لکھے اور اس طرح ان کی یادوں میں تمام جماعت کو شریک کر لیا۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور محبت کا دریا مسلسل بہہ رہا ہے۔

دست دعا

ان جانے والوں کے غم اور ان کے پسماندگان کے دکھ نے ہر احمدی کے دل کو مضطرب رکھا اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق سب اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے اور ان کے لئے خیر کی دعائیں کیں۔ نیم شب کے یہ گریے بھی اس برادرانہ اخوت کا اظہار تھا جو احباب جماعت ایک دوسرے کیلئے رکھتے ہیں۔ ان سب نیک تمناؤں اور التجاؤں پر مستزاد وہ دعائیں ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطبات میں ان شہداء اور ان کے لواحقین کیلئے کیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

خدا تعالیٰ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔

اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی بچوں اور نسلوں کے لئے قبول فرمائے

شہادت کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کیلئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک صالح اور خادمِ دین بنائے اور وہ لمبی عمر پانے والے ہوں

لواحقین کے لئے

اللہ تعالیٰ ان کے بیوی بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ جن کے والدین حیات ہیں انہیں بھی ہمت اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھے۔ آئندہ نسلیں بھی صبر اور استقامت سے یہ سب دین پر قائم رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔

اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ ان کی پریشانیوں دکھوں اور تکلیفوں کو دور فرمائے اور خود ہی ان کا مداوا کرے۔ انسانی کوشش جتنی بھی ہو اس میں کسر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صحیح تسکین کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تسکین کا سامان پیدا فرمائے اور ان کے بہتر حالات کے سامان پیدا فرمائے۔

خدمت

محبت کا ایک اظہار خدمت ہے۔ اس خدمت کا جو دریا اس سانحہ کے بعد موجزن ہوا وہ حیرت انگیز تھا۔ تین گھنٹے سے زائد محاصرہ ختم ہوتے ہی خدام نے ایک جوش اور جذبے سے زخمیوں کو سنبھالا۔ شہداء کی لاشوں کو ہسپتال روانہ کیا اور پھر خود ہسپتال میں خون دینے کیلئے جا پہنچے۔ یہ سب ایک منفرد نظارہ تھا۔ 86 جنازوں کی تیاری اور بیشتر کو ربوہ لے جانے کا انتظام۔ ہسپتالوں میں داخل سَو سے زیادہ زخمیوں کی دیکھ بھال۔ بیوت کی حفاظت کے لئے اضافی ڈیوٹیاں۔ یہ سب کام یکجا ہو گئے تھے۔ احباب جماعت لاہور نے اس خدمت کا حق ادا کر دیا۔ ماہنامہ انصاراللہ کے شہداء لاہور نمبر اور الفضل میں خدمت کی وہ تفصیل شائع ہوئی ہے جو اس موقع پر لاہور کے احمدیوں نے کی۔ اس میں تمام خدام وانصار کے علاوہ بڑی تعداد میں ڈاکٹرز کی خصوصی مدد کا ذکر ہے اور ایک ناصر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ آخری مریض کے ہسپتال چھوڑنے تک یعنی تقریباً دو ماہ سارا سارا دن ڈیوٹیاں دیتے رہے۔

یہ بے لوث اور ان تھک خدمت محبت کے جذبے کے ساتھ ہی ممکن ہوئی۔

جہاں جماعت احمدیہ لاہور کو خدمت کا یہ موقع ملا وہاں پاکستان اور تمام دنیا کی جماعتوں کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے جاری کردہ سیدنا بلال فنڈ میں عطیات دے کر اس خدمت میں حصہ لینے کی توفیق ملی اور مل رہی ہے۔

راہ عمل

شہادتیں راہ حق کا لازمہ ہیں۔ جان دینے سے بڑھ کر اور کوئی قربانی نہیں۔ تاہم زندہ رہ کر اس جان کو ہر آن تسلیم ورضا کے ساتھ نفس کی قربانی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام تلے گزرنا بھی کم نہیں ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکھ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 423)

اور یہی وہ راہِ عمل ہے جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہداء کے ذکر میں کئی بار توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

آج ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلاب عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقرب بنیں۔ جو انقلاب زمانے کے منادی ہم میں روحانی طور پر پیدا کرنا چاہتے تھے۔

خدا تعالیٰ کی قربت کے مزید مدارج طے کرنے کی طرف ہر احمدی کو اب مستقل مزاجی سے توجہ کی ضرورت ہے۔

اگر ہم دعاؤں اور استغفار میں اس کا حق ادا کرتے ہوئے جت گئے اگر ہم نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات پر صحیح رنگ میں عمل کیا وہ تبدیلیاں پیدا کرلیں جو اس زمانے کے امام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی راتوں کو دعاؤں سے سجاتے رہے۔ تو یہ مخالفتیں اور ظلم جو در حقیقت جماعت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کیلئے کی جارہی ہیں۔ یہ جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتیں۔

آگے بڑھنے والی قومیں صرف احساس پیدا کرنے کو کافی نہیں سمجھتیں۔ بلکہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے پیچھے رہ جانے والا ہر فرد جانے والوں کی خواہشات اور قربانیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہمارا کام ہے اور فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلاب عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنادے یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو زمانے کے منادی ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

ہم زندہ قوم ہیں۔ حادثے سانحے اور شہادتیں ہمارا زادِ راہ ہیں منزل نہیں۔ منزل وہی مقام عبودیت کا حصول ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت اس سے لو لگانا اس پر تکیہ کرنا اسی کی طرف دیکھنا اور اسی سے مانگنا طریق ہے۔ اس راہ سے کامیابی سے گزر کر ہی ہم اس قابل ہوسکتے ہیں کہ آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں یہ کہہ سکیں کہ

ترجمہ: ’’یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے‘‘۔

(الانعام: 163)

یہ منزل ہمیں پکارتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

حاصل مطالعہ — اخبارات و رسائل کے مفید اقتباسات

دو عظیم پیغمبروں میں مماثلت

سینئر صحافی اور مضمون نگار جناب غلام اکبر اپنے کالم ’’شناخت‘‘ میں لکھتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل میگ گریگر برنس نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام تھا۔

Leaders who changed the world

اس کتاب کے آغاز میں ہی اس نے یہ لکھ دیا تھا کہ تاریخ میں دو نام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے افکار اور اپنی جدوجہد سے انسانی معاشرے پر جو اثرات مرتب کئے ان کے ساتھ موازنہ باقی تمام لیڈروں کے کارہائے نمایاں کو ملا کر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی طرف تھا۔

اگرچہ متذکرہ کتاب میں ان پیغمبروں کا ذکر متذکرہ حوالے تک ہی محدود رکھا گیا لیکن یہ بات ضرور واضح کر دی گئی کہ افلاطون نے ’’ریاست معاشرے اور قیادت‘‘ کے جس تصور کو یکجا کیا تھا وہ انہی دو رجال عظیم میں ایک ساتھ پایا جاتا ہے۔ دونوں پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ دانش کے سمندر بھی تھے۔ ریاست ساز بھی تھے اور فاتحین بھی تھے۔ (نوائے وقت مورخہ 4 جون 2011ء)

بسم اللہ پڑھی اور ترجمہ کیا

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی اپنے کالم ’’بجٹ پڑھنے پر کامران مائیکل کو مبارکباد‘‘ میں مطبوعہ نوائے 21 جون 2011ء میں لکھتے ہیں۔

مجھے معلوم نہیں کہ میں یہ کالم پنجاب بجٹ کے لئے لکھ رہا ہوں۔ یا بجٹ پڑھنے والے کامران مائیکل کے لئے لکھ رہا ہوں مجھے کچھ مسیحی بہت اچھے لگتے ہیں۔ مثلاً چیف جسٹس پاکستان اے آر کارنیلیس وہ عظیم مسیحی تھے انہوں نے کہا تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہوئے میں آئینی مسلمان ہوں......

ایک اعتراض خواہ مخواہ کیا گیا کہ ایک مسیحی نے بجٹ پڑھا ہے۔ یہ ایک اعزاز ہے۔ مبارکباد دینے کے بجائے عظمیٰ بخاری نے کہا کہ مائیکل نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ یہ بات اسمبلی کے فلور پر کہی گئی جبکہ کامران مائیکل نے بسم اللہ پڑھی اور پھر اس کا ترجمہ بھی کیا۔ یہ دونوں جملے عظمیٰ نے نہیں سنے تو اس نے بجٹ کیا سنا ہوگا۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی اپنے کالم مطبوعہ 21 جون 2011ء میں لکھتے ہیں۔

’’ہمارے بیوروکریٹ سی ایس ایس کرنے کو پی ایچ ڈی کی ڈگری سے زیادہ اہم اور عزیز سمجھتے ہیں۔ ایک بیوروکریٹ کی بیوی کے آگے نوبیل انعام یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر سلام کی تعریف کی گئی تو اس نے کہا کہ وہ اتنا ہی قابل تھا تو سی ایس ایس کر کے ڈی ایم جی گروپ میں آ گیا ہوتا۔‘‘

(از کالم ’’بے نیازیاں‘‘ مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 21 جون 2011ء صفحہ 3)

انسانی جان کس قدر قیمتی ہے

معروف صحافی اور تجزیہ نگار ہارون الرشید اپنے مضمون ’’جاگ اٹھو خدا کے لئے جاگ اٹھو‘‘ مطبوعہ روزنامہ جنگ میں لکھتے ہیں۔

’’قدرت کا اصول ہے کہ بھول جانے، ظلم کرنے اور بے حسی کا شکار ہو جانے والے معاشروں کو وہ صدمے پہنچاتی ہے کہ بیدار ہوں۔ احتیاج ہے، رسوائی ہے۔ اللہ کے آخری رسولؐ کی امت پامال ہے۔ جاگ اٹھو خدا کے لئے اب تو جاگ اٹھو۔

از خواب گراں، خواب گراں خیز.........

حالت جنگ میں جناب اسامہ بن زیدؓ نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اسامہؓ وہ تھے جن کے والد جناب زیدؓ کو اللہ کے آخری رسولؐ نے منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ حرم پاک میں کھڑے ہو کر اعلان کیا تھا کہ وہ ان کا وارث ہے اور وہ اس کے وارث۔ ایک لڑائی میں زید شہید ہوئے تو خبر دینے کے لئے عالی جنابؐ ذاتی طور پر گئے۔ آنکھوں سے آنسو گرتے رہے اور فرط جذبات میں دو بچوں کو چومتے رہے۔ اسامہؓ بڑے ہوئے تو نابغہ نکلے۔ بہادر اور بے باک امور جنگ سے آشنا اور قائدانہ صلاحیت سے مالا مال چنانچہ وصال سے قبل روم کے خلاف ایک لشکر کی کمان انہیں سونپی تھی۔ سوال اٹھا تو حضورؐ نے ارشاد کیا، اس کا مفہوم یہ ہے اس کے باپ پر بھی تمہیں اعتراض تھا۔ حالانکہ وہ بھی اہل تھا۔ یہ وہی لشکر تھا جلیل القدر عمر ابن خطابؓ سمیت جسے روک لینے کی اصحابؓ نے تجویز دی تھی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے اس پر یہ کہا تھا: اگر اندیشہ ہو کہ پرندے مجھے نوچ کھائیں گے تب بھی اس مہم کو ملتوی نہ کروں گا کہ حکم سرکارؐ نے دیا تھا۔

اسامہ بن زیدؓ کو طلب کیا۔ ارشاد ہوا کہ کلمہ جب اس نے پڑھ لیا تو جاں بخشی کیوں نہ ہوئی؟ کہا حضورؐ ایمان تو اس نے خوف سے قبول کیا تھا جب جان جاتی تھی۔ فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ رحمۃ للعالمینؐ کو صدمہ بے حد تھا، غم بہت آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور یہ کہا ’’اے اللہ میں اسامہ کے اس فعل سے بری ہوں‘‘......ظاہر ہے کہ غلطی دانستہ ہرگز نہ تھی ورنہ سزا دی جاتی۔ آپ وہ تھے جنہوں نے چوری پر گرفتار ہونے والی فاطمہ نامی ایک خاتون کیلئے سفارش پر کہا تھا خدا کی قسم اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اصول یہ ارشاد کیا تھا پچھلی قومیں اس لئے برباد ہوئیں کہ کمزوروں کو سزا دیتیں اور اپنے طاقتوروں کو معاف کر دیا کرتیں۔ یہ سفارش بھی اسامہؓ نے کی تھی۔ اسی لئے ان سے درخواست ہوئی تھی کہ حضورؐ کو ان سے انس بہت تھا، الفت بے حد۔

مسلمان معاشروں نے جن اصولوں کو بھلا دیا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی جان کس قدر قیمتی ہے۔ ارشاد کیا تھا کعبہ سے زیادہ۔ انسانی حقوق کے مغربی ادارے حتیٰ کہ بعض اوقات تو ان کے بے سروپا قسم کے کارندے اب ہمیں یاد دلاتے ہیں۔ شرم سے ڈوب مرنے کی نہیں تو کم از کم یہ ٹھٹھک کر رک جانے اور گریبانوں میں منہ ڈالنے کی بات ضرور ہے.........

(روزنامہ جنگ مورخہ 6 جون 2011ء)

جوش خطابت سے نہیں
جوش کردار سے

سینئر صحافی ہارون الرشید اپنے مضمون ’’خدا سے نومیدی‘‘ سے چند اہم اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ کے آخری رسولؐ صادق اور امین تھے۔ انسانوں کے ایک گروہ کی تربیت انہوں نے کی تھی جن کا قول اور وعدے سچے تھے اور جن کی زبانوں سے نکلے ہر لفظ پر بھروسہ کیا جاسکتا۔ حسن بیان میں کوئی ثانی ان کا نہیں تھا مگر جس چیز نے ہم عصر معاشروں کو حیرت زدہ کر دیا، وہ ان کا کردار تھا۔ اب وہ کردار کہاں ہے؟ اپنا گھر استوار کرنے سے نتیجہ نکلے گا۔ مغرب سے نفرت کا سبق پڑھانے اور

چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔جس طرح کہ اندھی تقلید سے کبھی کچھ نہ ملا۔مصطفیٰ کمال اتاترک اور رضا شاہ کبیر اپنی قبروں میں ناکام سو رہے ہیں۔قدامت پسند علماء کی تحریکیں دیواروں سے سر پھوڑتی رہیں جو قدیم قبائلی کلچر واپس لانے کی آرزومند تھیں۔اگر اس دنیا کو امن مطلوب ہے، اگر عالم اسلام اس باب میں کسی کردار کا آرزومند ہے تو رسول اللہؐ کی سیرت مطہرہ کو صرف واقعات اور مناظر میں نہیں ، اس کی روح میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔زمانہ اور اس کے انداز بدلتے رہتے ہیں لیکن اصول کبھی نہیں ۔ یوں جنابؐ کی چار ہزار سنتیں ہیں ۔ ریش مبارک ، پگڑی ، طویل کرتا اور تہبند بھی لیکن اللہ سے تعلق ،مخلوق سے حقیقی الفت ، کردار کی تابندگی ، بصیرت اور تحمل تک پہنچانے والا غور وفکر ،فرمایا تھا اور کس رسان سے فرما دیا تھا۔نرمی ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے ارشاد کیا تھا اور کس شان سے ارشاد کیا تھا۔دانا وہ ہے جو اپنے زمانے کو سمجھتا ہو۔

دم وداع اللہ کے آخری رسولؐ نے کہا تھا۔ قرآن اور میرا طریق زندگی۔کتاب اس سے پہلے ہی کہہ چکی تھی’’ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ‘‘(تمہارے لئے رسول اللہ کے طرز زندگی میں ایک مکمل نمونہ عمل موجود ہے)رخصت ہوتے ہوئے سرکارؐ نے ارشاد کیا تھا نماز ، نماز اور وہ بے دست و پالوگ ، جو تمہارے رحم وکرم پر ہوں ...... غیر مسلم اور غلام ! قرآن پر سرکار کو ایسا اصرار تھا کہ حدیث لکھنے کی کچھ زیادہ حوصلہ افزائی نہ فرماتے ۔ اسی قرآن کو ہم نے بھلا دیا۔ اس جسارت پر مجھے معاف فرما دیجئے کہ اولین پچاس، سو برس کے بعد مسلمانوں کی اکثریت نے ۔ورنہ چودہ سو سال کے بعد مسلمان سائنس دانوں کو مغرب سے یہ خبر نہ ملتی کہ زندگی کی بنیاد پانی ہے۔ وگرنہ شاید سیاروں کی گردش،ستاروں کے مقامات اور زمین کے ساتھ سورج کے گرد چکر کاٹتے کوہساروں کے بارے میں ، بہت پہلے وہ خود خبر پاتے ۔فزکس ، کیمسٹری ، ارضیات اور فلکیات کی تاریخ شاید بہت مختلف ہوتی ۔اگر انہوں نے اس پر سوچا ہوتا کہ اللہ کی کتاب تقلید کی اس قدر حوصلہ شکنی کیوں کرتی ہے۔غور وفکر کی اس درجہ فضیلت کیوں ہے؟ یہ ارشاد کیوں ہے کہ آدم کی وہ اولاد جو سوچ بچار سے گریز کرے ، جانوروں سے بھی بدتر ہے۔جناب والا جانوروں سے بھی بدتر!

خوف سے سہمی اور تصادم سے پریشان اس دنیا کو امن کیسے نصیب ہوگا ؟ کیا اس باب میں رحمۃ للعالمینؐ کی سیرت ہماری کچھ رہنمائی کرتی ہے۔صاف صاف ، بالکل واضح طور پر لیکن علمی سے زیادہ، یہ ایک عملی سوال ہے۔اس ذہنی کیفیت اس State of Mind میں آپ جائیں گے کیسے؟ خارجی نہیں ، یہ ایک داخلی مسئلہ ہے ۔

الدین النصیحۃ دین تو ہے ہی خیر خواہی،سب کی ،صرف انسان کی نہیں بلکہ نباتات اور جمادات تک کی۔اللہ کی مخلوق سے محبت کے تقاضے تو پورے وہ کرے گا، جسے ذات الٰہی کا عرفان حاصل ہوگا۔

ایک سوال مگر میں آپ سے پوچھتا ہوں ۔ قرآن کریم قرار دیتا ہے کسی قوم کی دشمنی تمہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے ، عدل کرو کہ یہی تقویٰ ہے۔اب سامنے کی بات یہ ہے کہ نیو یارک کے جڑواں ٹاورز میں مارے جانے والے بے گناہ شہری ہمارے مجرم نہیں تھے۔ وہ قصوروار تھے ہی نہیں۔ بدر کے دن رحمۃ للعالمینؐ کے حکم پر سیدنا بلالؓ نے ابدلآباد تک کیلئے قرار دیا تھا کہ حالت جنگ میں بھی بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کیا جائے گا۔ اعلان کیا تھا کہ فصل جلائی نہ جائے گی اور درخت کاٹا نہ جائے گا۔امریکی مظالم اور سفاکی الگ ، اس کے باوجود اسامہ بن لادن اور ان کے رفقاء ہمارے ہیرو کیسے ہو گئے؟ ان کے لئے ہمارے دلوں میں نرم گوشہ کیوں ہے؟ سیاست اور تاریخ کا یہ معمولی طالب علم اس سوال کا جواب ، آپ کا اساتذہ کرام پر چھوڑتا ہے کہ یہ محض تعصب اور دھڑے بندی ہے یا قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے صریح انحراف ۔کسی کی دشمنی ایسی شدید نہ ہو کہ متعصب بنا دے اور زیادتی پر آمادہ کر ڈالے ۔ کتنے ہی چیخنے والے تھے جو عشروں چیختے رہے۔کوئی نتیجہ نہ نکلا۔محمد علی جناحؒ نے مگر مسلم برصغیر کے زمین و آسمان بدل ڈالے تھے۔ ہزار الجھنوں میں گرفتار ترکوں نے تاریخ تبدیل کر دی ہے ۔ریاضت سے ، صبر اور تحمل سے۔ جوش خطابت سے نہیں۔جوش کردار سے۔

جوش کردار سے شمشیر سکندر کا طلوع
کوہ الوند ہوا جس کی حرارت سے گداز

(روزنامہ جنگ مورخہ 23 مئی 2011ء)

رمضان المبارک اور بداعمالی

ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

پچھلے چند ایام میں ہم نام نہاد مسلمانوں نے رمضان المبارک میں جس اخلاقی پستی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس سے ہر باضمیر شخص کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ ہم سب نے ٹی وی پر براہ راست دیکھا کہ کس طرح کراچی میں یہ مسلمان ایک دوسرے کا قتل عام کررہے تھے۔

......کراچی میں اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں اپنے ہی بہن بھائیوں اور بچوں کے بیہمانہ قتل وغارت گری کو دیکھ کر سر شرم سے جھک رہا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ مسلمان ایسے خودغرض ، مطلب پرست اور ظالم ہو سکتے ہیں کہ اس طرح ایک دوسرے کا قتل عام کریں۔ یہ انسان نہیں درندے اور جنگلی کتے اور لکڑ بھگے لگتے ہیں۔ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ مرنے والے سب غریب ہیں اکثر وبیشتر اپنے خاندان کے واحد کفیل ہیں ۔ان کی ہلاکت کے بعد پورا خاندان تباہ ہو جاتا ہے فاقہ کشی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہمارے علماء ہر قسم کی تبلیغ اور نصیحت کرتے رہتے ہیں مگر یہ بیہمانہ اقدام روکنے میں قطعی ناکام رہے ہیں۔بعض اوقات تو یہ بے چارے خود بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

......ایک اور نہایت تکلیف دہ اور قابل لعنت بات جس کی جانب آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ کھانے کی اشیاء اور دواؤں میں ملاوٹ ہے۔ آپ ذرا سوچیے کہ کیا ایسے کام کرنے والے مسلمان تو الگ بات ہے انسان بھی کہلانے کے مستحق ہیں؟ میں نے افریقہ کے غریب ترین ، فاقہ سے دوچار انسانوں کو بھی یہ گندا اور گھناؤنا کام کرتے نہیں دیکھا۔ خدا جانے ہمارے ملک میں یہ لعنت کہاں سے آ گئی ہے ابھی چند دن بیشتر یوٹیلیٹی سٹورز کے سربراہ نے کہا کہ وہ سامان باہر سے خریدتے ہیں اس پر کوئی کوالٹی چیک نہیں ہے۔ آٹے میں لوگ میدہ ملا دیتے ہیں اور چنے کے چھلکے زہریلے رنگ سے رنگ کر چائے میں ملا دیتے ہیں۔یہی حال دواؤں کا ہے۔حکومت کے سامنے (بلکہ افسران کی سرپرستی میں) اربوں روپیہ کی جعلی دوائیں تیار ہوتی ہیں اور فروخت ہوتی ہیں۔

تمام مسلم ممالک میں رمضان المبارک کی آمد پر دوکاندار اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں بیس پچیس فیصد کمی کر دیتے ہیں۔ہنس ہنس کر گاہکوں کو خوش آمدید کہتے ہیں مگر یہاں اللہ کی لعنت ہے کہ ہر دوکاندار کسی نہ کسی بہانہ سے گاہکوں کو دھوکہ دیتا ہے،لوٹتا ہے، کروڑ پتی ارب پتی بننے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں،لکھ پتی کروڑ پتی بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں ان کو نہ انسانوں سے ہمدردی ہے اور نہ ہی خوف خدا۔

(روزنامہ جنگ 29/اگست 2011ء)

پانی کی کمی کی علامات اور علاج

مکرم ہومیوڈاکٹر نذیر احمد مظہر صاحب

جسم سے پانی کا اخراج یا پانی کی کمی ، پیشاب، عمل تنفس اور پسینہ وغیرہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

جسم سے پانی کا اخراج یا جسم میں پانی کی کمی اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب ہمارا جسم زیادہ متحرک ہوتا ہے یعنی ہم کسی نہ کسی کام کی بھاگ دوڑ میں مصروف ہوتے ہیں بہ نسبت اس کہ جب ہم آرام اور کاہلی کی حالت میں ہوں۔

ہمارے جسم کو ایک دن میں پانی کی کتنی مقدار کی ضرورت ہے یہ بات معلوم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنا وزن کلوگرام میں تولیں مثال کے طور پر آپ کا وزن 60 کلوگرام ہے تو 30 ایم ایل فی کلو کے حساب سے 60 سے ضرب دیں تو جواب 1800 ایم ایل آئے گا یعنی 1 لیٹر اور 800 ملی لیٹر اس طرح آپ کو تقریبا پونے دو لیٹر پانی کی روزانہ ضرورت ہو گی۔ اگر آپ کا گلاس 500 ایم ایل کا ہے تو آپ کو تقریباً کم ازکم ایسے چار گلاس پانی کی ضرورت ہے۔

☆ اگر آپ ورزش وغیرہ کرتے ہیں تو آپ کو مزید 250 ایم ایل کا گلاس پانی ہر 20 منٹ کے بعد پینا چاہئے تاکہ آپ کی توانائی بحال رہے۔اگر آپ کولاز جیسے مشروبات مثلاً ، سیون اپ ، ٹیم وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ اس قدر مقدار پانی کی بھی پیئیں ۔جتنی مقدار میں آپ کولاز یا سوڈا بوتل پیتے ہیں۔(مگر پانی کا استعمال ان چیزوں سے بہتر ہے)

☆ اگر آپ ہوائی جہاز پر سفر کررہے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ ہر گھنٹہ بعد 250 ایم ایل پانی پیئیں ۔

☆ آپ کے جسم کو پانی کی مطلوبہ مقدار کا 20 فیصد تو اسی خوراک سے پورا ہوجاتا ہے جو آپ روزانہ کھاتے ہیں۔ بقیہ پانی کی ضرورت دیگر مشروبات سے ہی پوری ہوتی ہے لہٰذا ایسی صورت میں پانی سب سے بہترین مشروب ہے چونکہ سوڈا وغیرہ میں کثیر مقدار میں شوگر ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے کیلوریز میں ضرورت سے زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔سبز قہوہ (ہربل ٹی) جو کہ کثرت پیشاب کا سبب نہیں بنتا اس کا استعمال بہتر ہے۔

☆ کھیلوں میں استعمال ہونے والے مشروبات کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں بس اس بات کا خیال رکھ لیا جائے کہ ان میں کیلوریز اور شوگر کی ضرورت سے زیادہ مقدار نہ ہو۔ البتہ کسی بھی قسم کے جوسنہ سب سے زیادہ مفید ہیں کیونکہ ان میں وٹامنز اور نیوٹرنٹس ہوتے ہیں۔

مصروفیت بھرے دن میں پانی کا کثرت سے استعمال تھوڑا مشکل کام ہوسکتا ہے۔لہٰذا اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کے پاس صاف پانی کی ایک بوتل آپ کے کام ،سفر اور ورزش وغیرہ کے دوران آپ کے ساتھ ہو۔اور اگر آپ کو سادہ پانی پی پی کر اکتاہٹ محسوس ہونے لگے تو اس میں چند قطر لیموں کے رس یا کسی بھی کھٹاس والی چیز کے شامل کرلیں تاکہ پانی کا ذائقہ دلفریب ہو جائے۔

تعارف

احمدی جنتری 2012ء

نام کتاب: احمدی جنتری 2012ء
مرتب کردہ: فخر الحق شمس
ناشران: معین الحق شمس۔منظور الحق شمس
ادارہ: یامین پبلیکیشنز
صفحات: 112
قیمت: 40روپے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جنتری 2012ء اپنے خوبصورت رنگین ٹائٹل کے ساتھ شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔احمدی جنتری اپنی مسلسل اشاعت کے اعتبار سے 95ویں طباعت ہے، جس کو مرتب کنندہ کے داداجان، قادیان کے معروف تاجر کتب محترم میاں محمد یامین صاحب مرحوم نے 1918ء میں قادیان سے جاری کیا۔اس کا ایسے قدیمی لٹریچر میں شمار ہوتا ہے جو مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ادارہ یامین پبلیکیشنز کو یہ توفیق حاصل ہو رہی ہے کہ وہ باقاعدہ ہر سال جماعتی معلومات پر مبنی احباب جماعت کو اخلاقی، تربیتی، علمی، ادبی اور دعوت الی اللہ کے متعلق نہایت قیمتی اور کارآمد معلومات فراہم کرنے کے لئے یہ دینی مجلّہ شائع کر رہا ہے۔یہ مجلّہ جہاں احمدی احباب کے علم وایمان میں اضافے کا باعث ہے وہاں اس مجلّہ میں موجود بعض دینی تربیتی مضامین ایک احمدی کی روحانی حالت بہتر بنانے کا بھی موجب ہیں۔

مزید برآں کہ اس مجلّہ میں ایک سالانہ کیلنڈر 2012ء بھی شامل اشاعت ہے جس کو ہجری شمسی، قمری اور پنجابی مہینوں کے اعتبار سے یکجا طور پر مرتب کیا گیا ہے۔جس سے دوران سال ہر ایک کو اپنے پروگرام طے کرنے میں بہت آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

محترم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان نے 1947ء تک قادیان سے اور پھر پاکستان بننے کے بعد تادم آخر ربوہ سے نہایت باقاعدگی اور محنت وکاوش کے ساتھ 50 سال تک اس کام کو جاری رکھا۔آپ کی وفات 1965ء میں ہوئی اور وفات کے بعد بھی اس مجلّہ کی اشاعت کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔1999ء میں یہ ذمہ داری مرتب کنندہ کے سپرد ہوئی جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ اور عمدہ طریقے سے یہ ذمہ داری نبھانے کی توفیق پا رہے ہیں۔خدا تعالیٰ سے اس مجلّہ کے مرتب کنندہ کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی صحت وعمر میں برکت دے اور آئندہ بھی احمدی احباب کی تعلیمی، تربیتی، اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے اپنی اس علمی کاوش کو جاری وساری رکھنے کی توفیق پاتے رہیں۔آمین

(ایم۔اے۔رشید)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم رضوان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم عرفان احمد صاحب ابن حضرت مولوی فضل دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود آف اونچا مانگٹ حافظ آباد مورخہ 9 جنوری 2012ء کو بعمر 85 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 12 جنوری 2012ء کو بیت المبارک میں بعد نماز ظہر مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں بعد از تدفین مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب نائب ناظر مال آمد نے دعا کروائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20 جنوری 2012ء کے خطبہ جمعہ میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔آپ کو فرقان بٹالین میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی۔مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ کو خلافت احمدیہ سے والہانہ عشق اور محبت کا تعلق تھا۔آپ اپنے والد محترم کی نیک تربیت کی وجہ سے بچپن سے ہی پانچ وقتہ نمازوں اور تہجد کے پڑھنے کے عادی تھے۔چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔تمام عزیز واقرباء کے ساتھ پیار، محبت اور شفقت کا سلوک تھا۔اپنے ذاتی امور پر ہمیشہ جماعتی کاموں اور جماعت کو ترجیح دیتے تھے۔خاکسار کو 2005ء میں جب مرکز سلسلہ کی طرف سے مغربی افریقہ میں بھجوانا مقصود تھا تو اس وقت چونکہ والدین ضعیف تھے اور گھر میں خاکسار کے علاوہ آپ کا اور کوئی بیٹا بھی موجود نہ تھا تو خاکسار نے اپنے والد صاحب سے اس بارے میں جب رائے لی تو آپ نے بڑے ایمانی جذبے اور جلال کے ساتھ کہا کہ میری فکر مت کرو، میں نے تمہیں وقف کیا ہے، تم دین کو دنیا پر مقدم رکھنا، پورے اطمینان کے ساتھ جاؤ اور جماعت کی خدمت کرو اور خلیفہ وقت کی ہر بات پر لبیک کہو۔مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے مکرم سلیمان شاہد صاحب ربوہ، مکرم احسان احمد صاحب راولپنڈی، مکرم ایثار احمد صاحب ابوظہبی، خاکسار، مکرم حافظ فرحان احمد صاحب امریکہ، پانچ بیٹیاں مکرمہ نسیم اختر صاحبہ زوجہ مکرم اقبال احمد صاحب مرحوم، مکرمہ فہمیدہ محمود صاحبہ زوجہ مکرم محمود احمد صاحب، مکرمہ مسعودہ محمود صاحبہ زوجہ مکرم محمود احمد صاحب مرحوم، مکرمہ محمودہ ناصر صاحبہ زوجہ مکرم ناصر احمد صاحب اور مکرمہ فاخرہ جبین صاحبہ زوجہ مکرم کامران احمد صاحب سوگوار چھوڑے ہیں۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔نیز آپ کے پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم محمد صدیق صاحب مربی ضلع بہاولپور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ بشیراں رشید صاحبہ زوجہ مکرم رشید احمد صاحب گزشتہ کچھ عرصہ سے کافی علیل اور فیملی ہسپتال ملتان میں زیر علاج تھیں۔مورخہ 13 جنوری 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔مورخہ 14 جنوری کو ان کی نماز جنازہ چک نمبر 1 گلزار ملتان میں بوقت صبح 10 بجے ادا کی گئی۔مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔انہیں تدفین کیلئے ربوہ لایا گیا۔اسی روز بعد نماز مغرب مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے بیت المبارک ربوہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔آپ نے اللہ کے فضل سے 69 برس کی عمر پائی۔مرحومہ انتہائی صابرہ، شاکرہ اور دعا گو خاتون تھیں۔قریباً 25 سال تک بطور صدر لجنہ اماء اللہ چاہ گہنے والا تحصیل وضلع ملتان خدمت دین کی توفیق پاتی رہیں۔آپ نے سوگواران میں خاوند کے علاوہ چھ بیٹے مکرم نذیر احمد صاحب، مکرم منیر احمد صاحب ویسٹن ساؤتھ ٹورانٹو کینیڈا، مکرم عبدالعزیز صاحب صدر جماعت چک نمبر 1 گلزار ملتان، خاکسار، مکرم محمود احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ویسٹن نارتھ ویسٹ ٹورانٹو کینیڈا مکرم مبارک احمد صاحب چوہدری نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ویسٹن ساؤتھ ٹورانٹو اور ایک بیٹی مکرمہ منیرہ صدیق صاحبہ تہران چھوڑی ہیں۔مرحومہ بوقت وفات بطور سیکرٹری مال مجلس لجنہ اماء اللہ چک نمبر 1 گلزار ملتان خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔مرحومہ نے گاؤں کے بہت سارے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا تھا۔خود روزانہ دو گھنٹے تلاوت کرتی تھیں۔احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔نیز ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں کا وارث بنائے۔آمین

نعمت قرآن

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفان
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضان

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں

”خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سناؤں“

(تذکرۃ المہدی جلد اول، صفحہ 246)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

دعائے نعم البدل

۞ محترمہ طاہرہ زاہد صاحبہ اہلیہ مکرم زاہد احمد صاحب بلوچ رحمٰن کالونی ربوہ اطلاع دیتی ہیں۔

میرا بیٹا وجاہت احمد زاہد بعمر 1 سال 1 ماہ مختصر سی علالت کے بعد مورخہ 17 نومبر 2011ء کو وفات پا گیا۔مرحوم کی نماز جنازہ مکرم نصیر احمد شاہ صاحب نے پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا مکرم ہومیو ڈاکٹر عبدالباسط قمر صاحب صدر رحمٰن کالونی ربوہ نے کروائی۔قبل ازیں 2008ء میں بھی میری بچی عزیزہ وجیہہ زاہد بعمر 9 ماہ وفات پا گئی تھی۔احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل اور نعم البدل سے نوازے۔آمین

تبدیلی نام

۞ مکرمہ رقیہ طاہرہ صاحبہ زوجہ مکرم شبیر احمد صاحب ساکن مکان 3/58 دار العلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ خاکسارہ نے اپنا نام رضیہ طاہرہ سے تبدیل کر کے رقیہ طاہرہ رکھ لیا ہے لہٰذا آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

درخواست دعا

۞ مکرم آفتاب احمد صاحب دار الیمن غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیوی کو اپنڈکس اور پتے میں پتھری کی تکلیف ہے۔آپریشن متوقع ہے۔احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن ہر طرح سے کامیاب فرما کر صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے

خبریں

سائبیریا میں عمر بڑھنے کی رفتار سست کرنے والا بکٹیریا دریافت

روسی ماہرین نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ایسا بکٹیریا دریافت کیا ہے جو عمر بڑھنے کی رفتار کو کم کر دیتا ہے۔ ماہرین کے مطابق Bacillius F نامی یہ بکٹیریا سائبیریا کے منجمد علاقے سے دریافت کیا گیا ہے۔ ماہرین کے مطابق پروٹین اور دیگر عناصر کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ارتقائی لحاظ سے نیا دریافت ہونے والا بکٹیریا اپنے جیسے ایک اور بکٹیریا سے 30 لاکھ سال پرانا ہے۔

انٹارکٹیکا میں سفید رنگ کے نایاب پینگوئن کی دریافت

انٹارکٹیکا سے دنیا کا نایاب رنگ کا پینگوئن دریافت کیا گیا ہے۔اس منفرد پینگوئن کا جسم عام پینگوئن کی طرح سیاہ وسفید کی بجائے مکمل طور پر سفید ہے جبکہ اس کی پیٹھ پر ہلکا بھورا رنگ بھی نمایاں ہے۔اس کی منفرد جسمانی رنگت کے باوجود انٹارکٹیکا کے پینگوئنز نے اسے قبول کرلیا ہے جو اکثر اوقات اپنے ساتھی پینگوئنز کے ساتھ انٹارکٹیکا کے ساحل پر گھومتا نظر آتا ہے۔

برطانیہ کا فی کس شہری 16400 پونڈ کا مقروض

برطانیہ کا قرض تاریخ میں پہلی بار 1.5 کھرب ڈالر کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق برطانوی حکومت کے وزراء نے تصدیق کی ہے کہ برطانیہ کے قرضوں کا حجم تاریخ کی بلندترین ایک کھرب پونڈ 1.5 کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے جو ملک کے فی کس شہری پر 16400 پونڈ بنتا ہے۔

خلائی ٹیلی اسکوپ نے شمسی نظام کے باہر 26 نئے سیارچے دریافت کئے ہیں

امریکی خلائی ایجنسی ناسا نے تصدیق کی ہے کہ اس کی خلائی ٹیلی اسکوپ نے شمسی نظام کے باہر 26 نئے سیارچے دریافت کئے ہیں۔تاہم یہ تمام سیارچے اپنے میزبان ستاروں سے نہایت نزدیک مدار میں چکر لگا رہے ہیں۔اس لئے ان کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہے۔

☆............☆............☆

ربوہ میں طلوع وغروب 30۔جنوری	
طلوع فجر	5:35
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:22
غروب آفتاب	5:42

درخواست دعا

مکرم مبشر احمد عابد صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔
میری نانی محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم نظام دین صاحب مرحوم باب الابواب شرقی بیمار ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری نانی صاحبہ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

فوری رابطہ کریں

مکرم شعیب احمد صاحب سابقہ ایڈریس وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ۔وکالت وقف نو سے فوری رابطہ کر کے ممنون فرمائیں۔
(وکیل وقف نو)

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

کوٹھی برائے فروخت
ایک کنال پر تعمیر شدہ کوٹھی 32-31 ناصر آباد غربی ربوہ جو تین بیڈ رومز، اٹیچڈ باتھ روم، ٹی وی لاؤنج، ڈائننگ اینڈ ڈرائنگ روم پر مشتمل ہے۔
رابطہ: 0333-9791415,0331-6855800

FR-10